باب۔33

جہاد اور شہادت

☆ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۔

ترجمہ: اور اللہ کے واسطے ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ (سورۃ البقرہ: آیت 190 کا حصہ)

☆ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۔

ترجمہ: اور ان کو مار ڈالو جہاں پاؤ اور ان کو (ان کے وطن سے) نکال دو جس طرح کہ تم کو (تمہارے وطن سے) نکالا ہے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 191 کا حصہ)

☆ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۔

ترجمہ: اور ان (ظالموں) سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور اللہ ہی کا دین رہ جائے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 193 کا حصہ)

☆ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۔

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تم ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر تم کو اس کا شعور نہیں۔ (سورۃ البقرہ: آیت 154)

مسلمان بہادر ہوتا ہے۔ مسلمان چاہتا ہے کہ باعزت جیئے اور باعزت مرے۔ اس کا شیوہ ہے۔

با آبرو ہو زندگی بے آبرو، بے کار ہے

دیکھو! خواہ مخواہ ایک آدمی کو قتل کر دینا مسلمان کا طریقہ نہیں۔ مسلمان مقاتلہ کرتا ہے یعنی جو اسے مارنا چاہتا ہے وہ اس کو مارتا ہے۔ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، صرف اللہ کے راستے میں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دشمنوں سے جنگ کرو تو تمہارا مقصود 'اللہ' ہو نہ کہ اظہارِ شجاعت اور مالِ غنیمت۔ صرف ان لوگوں سے لڑو جو تم سے

جنگ کرتے ہیں، کشت و خون کرتے ہیں۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو، زیادتی نہ کرو۔ عورتوں کو، بچوں کو اور راہبوں کو نہ مارو۔ جانوروں کو ضائع نہ کرو۔ مُثلہ نہ کرو یعنی کسی کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان نہ کاٹو۔

صاحبو! یہ تہذیب کے مدعی! یہ نام نہاد civilized لوگ۔۔۔! دیکھو آج کل یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟ نہ بچوں پر رحم ہے اور نہ عورتوں پر شفقت۔ نہ مذہبی پیشواؤں کی عزت۔ گھر جل رہے ہیں۔ مسجد، مندر اور گرجے برباد ہو رہے ہیں۔ نیک و بد سب تہِ شمشیر ہیں۔ سب ہی توپ و اسلحے کے نشانے پر ہیں۔ خانماں برباد، شہر ویران۔ آج کل انسانیت، تہذیبِ نفس کا نام نہیں بلکہ بمباری اور آتش زنی کا نام ہے۔ مہذب وہی ہے جو بلا امتیاز قتل کرے۔ کسی پر رحم نہ کھائے۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءٍ۔

صاحبو! جہاد کے ناجائز اور خلافِ انسانیت ہونے کا راگ وہ الاپتے ہیں جن کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں تیرتے ہیں۔ پانڈوؤں کوروؤں کی لڑائی سے کون واقف نہیں۔ صلیبی لڑائیوں کو کون نہیں جانتا۔ ان میں جو جو مظالم ہوئے ان سے کون آشنا نہیں۔ یہ کرسچین! جنابِ مسیح کی بھیڑیں نہیں بھیڑیئے ہیں۔ ان کی مثال کپاس کے بونڈوں کی سی ہے کہ ظاہر تو سفید اور نرم ہے لیکن باطن سیاہ اور سخت۔ ان صلیبی لڑائیوں میں سلطان صلاح الدین اور عیسائیوں کی تہذیب و انصاف کا موازنہ بہ خوبی کیا جاسکتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ protestants نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لیے کیسے کیسے ظلم و ستم نہ کیے!

John Colvin نے شاہ فرانس کو ترغیب دی کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے، قتل کر دیا جائے۔ اسپین میں مسلمانوں پر پادریوں نے کیا کچھ جور و ستم نہیں کیے! ہندوؤں میں ویدوں اور بدھ مذہب والوں میں بھی سالہاسال تک کیسے کیسے قتلِ عام نہیں ہوئے! اور آج بھی یہ نام نہاد روشن دماغ حکومتیں، حقوق کا نام لے کر آزاد افراد کو غلامی کی قید میں لانے کے لیے کیسی کیسی خوں ریزی کیا کرتی ہیں۔ اور اپنی فریب بازی اور مکاری کو سیاست سے موسوم کرتی ہیں۔ جھوٹ پھیلانے کو propaganda اور بدعہدی کو اقتضائے زمانہ یا strategy اور بے رحمی کو ضرورت یعنی necessity سمجھتی ہیں۔

بعض ایسے مسلمان جو بزدل اور نامرد ہیں، وہ بھی ان ظالموں کی ہاں میں ہاں ہی ملاتے ہیں۔ اور جہاد کو جس کے معنی ہیں اللہ کی راہ میں کوشش کرنا، بُرا سمجھتے ہیں۔ اور سادہ دل مسلمان ان کے مکر و فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جہاد سے جی چرانے کا نتیجہ کیا ہوا؟ دنیا میں ذلت اور آخرت میں منہ کالا۔ انسان کی قوت، اخلاقی اجزا سے ہے۔ جس کو اخلاقی قوت نہیں اس کی کوئی عزت نہیں۔ مسلمانوں کے پاس بے عزتی کے جینے سے عزت سے مرنا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ لومڑی کی سو سالہ زندگی سے شیر کا ایک ساعت جیتا رہنا افضل ہے۔ موت سے ڈرنا حماقت ہے، کیونکہ کوئی وقت سے پہلے مرا نہیں کرتا۔

صاحبو! جو قوم جہاد نہیں کرتی وہ ذلیل وخوار رہتی ہے۔ اکثر ماری بھی جاتی ہے۔ جب قوم میں زندہ دلی اور بہادری پیدا ہوتی ہے تو عزت بھی آتی ہے اور آبرو بھی۔ قومیں زندہ بھی ہوتی ہیں اور مر بھی جاتی ہیں۔ اور ایک زمانہ کے بعد پھر قوموں میں حیات پیدا ہوتی ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے

مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں "مَا تَرَکَ قَومُ نِ الْجِهَادَ اِلاَّ ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ" جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے، اللہ ان پر ذلت بھیجتا ہے۔ ذرا اپنے حال پر غور کرو کہ تم زندہ ہو یا مُردہ۔ زندہ اور مُردہ میں یہی فرق ہے کہ زندہ حرکت کرتا ہے۔ اور مُردہ حرکت نہیں کرتا۔ اگر تم جمود کی حالت میں ہو تو تم مُردہ ہو، تمہاری زندگی بے کار ہے۔ اور اگر تم حرکت کی حالت میں ہو، دوڑ دھوپ کرتے ہو تو تم زندہ ہو۔ تمہارا جینا کام کا، اور تمہاری حیات فائدے کی۔ یاد رکھو اللہ مُردوں کو دنیا میں نہیں رکھتا۔

مسلمانو! ہمارے بزرگوں کا محبوب، اللہ تھا۔ اس کا رسول تھا۔ وہ اپنے محبوب سے ملنے کے لیے تیار تھے۔ اپنا سر، دے دیتے تھے اور حیاتِ جاودانی، لے لیتے تھے۔ وہ زندہ ہیں۔ ان کا نامِ نامی زندہ ہے۔ تم کو اللہ اور رسول سے ربط نہیں، کوئی مضبوط علاقہ نہیں۔ نہ ان سے ملنے کی طلب ہے۔ تمہارا دل تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے۔ تمھارا محبوب، سیم و زر ہے، دولت ہے۔ تم کو ان کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ہے۔ تم نشاۃِ ثانیہ زندگی یعنی آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ تمہارے پاس مرنا تمام مالوفات اور محبوبات یعنی companions & dears سے چھوٹنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم موت سے بھاگتے ہو۔ تمہارے بزرگ تو "ایک ہی دفعہ مرنا ہے" سمجھتے تھے، اور اس پر مضبوط تھے۔ لیکن تم سمجھتے ہو "جینا ایک ہی بار ہے" لہٰذا مرنے سے گھبراتے ہو۔ تم میں عزتِ نفس، خودداری آزادی کی روح نہیں رہی۔ تم ذلیل ہوئے، خوار ہوئے۔ غلامی تمہارا لباس ہے۔ تم کم ہمتی کی آب و ہوا میں رہتے ہو اور تم کو احساس ہی نہیں۔ تم کو اپنے بزرگوں کے نام پر فخر کرنے کا حق نہیں۔ تمہاری نسبت سے ان کی ذلت ہوتی ہے۔ تمھارے پاس مذہب کوئی چیز نہیں۔ تمہارا مقصدِ حیات، صرف کھانا پینا ہے۔

صاحبو! اسلحے کے استعمال سے ناواقف ہونے کا عذر کرنا منافقوں کا کام ہے۔ مسلمان **وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ** یعنی تم کافروں کے لیے تیاری کرو جس قدر قوت پیدا کرسکتے ہو، (سورۃ الانفال : آیت 60) پر عمل کرتے ہیں۔ مسلمان جنگ کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ وہ حیلے حوالے کرنا نہیں جانتا۔ اسلام میں ہر شخص سپاہی ہوتا ہے۔۔ فنونِ حرب کی اسلام میں تعلیم، جبری ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنا پڑھنا نہیں

Siddiqui Publications

آتا تھا مگر تلوار، نیزہ اور دوسرے اسلحے کا استعمال کرنا ضرور آتا تھا۔ کشتی آپؐ کو آتی تھی۔ گھوڑے کی شہسواری سے آپؐ پوری طرح واقف تھے۔ غرض یہ کہ مسلمان ڈرنے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔

ہمارے پاس شمشیر زنی کی تعلیم کی بعض روایتیں اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالبؓ تک پہنچتی ہیں۔ بلکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں۔ اُس وقت تیروں اور تلواروں کا زمانہ تھا تو اس کی تعلیم دی گئی تھی۔ اب بندوقوں، توپوں، میزائیلوں اور طیاروں کا زمانہ ہے تو ان کے استعمال کا طریقہ سیکھنا واجب ہے۔ لاعلمی کا عذر منافقوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بے علمی، بے ہنری اور ہَول دلی سے بچائے۔ اے اللہ! تو اِن کو اولوالعزمی دے۔ اِن کے شریف خون میں جوش دے۔ ان کو اپنی ذلت وخواری پر متنبہ کرے۔ ان کو جھنجھوڑ دے، اٹھا کر بٹھا دے اور ان کا منہ دھلا دے۔

نا مرد مرتا روز ہے
مَردوں کی موت اک بار ہے
ہر گز نہیں مرتا ہے وہ
مرنے کو جو تیار ہے

خوب یاد رکھو کہ راہِ خدا میں شہید ہونے والا، دنیا سے پردہ کرلیتا ہے مگر ان کا نام زندہ رہتا ہے۔ ان کے آثار زندہ رہتے ہیں۔ وہ مرتے ہی اللہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں ان کے جسد کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ ان کو رزق عطا کرتا ہے۔ اور وہ آزادی سے ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ شہداء اس دنیا کے رہنے والوں کو بھی کبھی کبھی نظر آجائیں مگر یاد رکھو کہ جب تک آدمی مادیات کے جال میں پھنسا ہوا ہے اس کو عالمِ ارواح تک پہنچنا دشوار ہوتا ہے۔

یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو دشمنوں کی تلوار سے مارے جاتے ہیں۔ بھلا وہ کیا مریں گے جو شمشیرِ محبت سے مارے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اپنے محبوب کے پاس رہتا ہے۔ جاں باز عاشق، ضرور اپنے معشوق کے پاس ہی رہے گا۔

اے حسرتِ شیدا فکر نہ کر، ہیں ساتھ ہمارے پیغمبر
جب اَنْتَ مَع مَنْ اَحْبَبْتَ، فرمادیا کملی والے نے

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ2 صفحہ 14،13، 51تا54، 114، 115 پارہ4 صفحہ 72 تا76 اور پارہ19 صفحہ 15، 16}

Siddiqui Publications